Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 32, Sr.No.85, 2011, pp 81 - 94

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۲، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۱۱ء، شمارہ ۸۵

بیعنامہ امرتسر ۱۸۴۶ء — ایک جائزہ

ڈاکٹر زاہد عزیز☆

Abstract:

The Amritsar treaty has done over three hundred miles from Kashmir at Amritsar between the Maharaja of Jammu, Gulab Singh and the British on 16th March, 1846. The People of Kashmir and their leaders completely ignored from this transfer. Kashmiries were sold like sheep and cattle to an alien adventurer and the whole transaction was made behind their back. The treaty consisting of ten articles makes no mention whatsoever of the rights, interests and future of the Kashmiries.

ریاست جموں و کشمیر جسے برصغیر کا تاج اور ایشیا کا دل کہا جاتا ہے۔ یہ پانچ ممالک روس، چین، پاکستان، ہندوستان اور افغانستان کے نقطۂ اتصال پر واقع ہے۔ اس جنت نظیر پر ہندو و بدھ ادوار کے علاوہ مسلم دور میں شاہ میری، چک، مغل، افغان سلاطین اور سکھ راجاؤں نے بالترتیب حکومت کی۔ بعدازاں ۱۸۴۶ء میں بیعنامہ امرتسر کے تحت ۷۵ لاکھ نانک شاہی سکوں کے عوض ایسٹ انڈیا کمپنی نے اسے جموں کے مہاراجہ گلاب سنگھ کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ ڈوگروں نے تقریباً ایک صدی کشمیر پر حکومت کی۔

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ کشمیریات، اورینٹل کالج، جامعہ پنجاب، لاہور۔

بیعنامہ امرتسر کا اہم ترین فریق گلاب سنگھ دھرب دیو کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اس خاندان نے اٹھارویں صدی میں جموں پر حکومت کی۔ گلاب سنگھ نے اپنی بہادری، ہمت و جوانمردی کی بدولت پنجاب کے حکمران رنجیت سنگھ کے دربار تک رسائی حاصل کی اور ۱۸۰۹ء میں رنجیت سنگھ کی فوج میں باضابطہ شمولیت اختیار کی (۱)۔ اس نے سکھ دربار کے لیے لگاتار کامیابیاں حاصل کر کے اپنی بہادری اور جوانمردی سے رنجیت سنگھ کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ جس نے انعام کے طور پر ۱۸۲۰ء میں گلاب سنگھ کے آباؤ اجداد کا علاقہ جموں اسے بطور جاگیر عطا کر دیا (۲)۔ ۱۸۳۹ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات سکھ حکومت کے لیے ایک نا قابل تلافی نقصان ثابت ہوئی۔ اس کے عالم ناپائدار سے رخصت ہونے کے بعد مہاراجہ کے نااہل جانشین اس کی سلطنت کو صحیح طریقے سے نہ سنبھال سکے۔ نتیجتاً سکھ دربار سازشوں اور شورشوں کی آماجگاہ بن گیا۔ سلطنت کے چاروں اطراف میں بدانتظامی کے خدشات منڈلانے لگے۔ جس سے سارا نظام درہم برہم ہو گیا۔ حکومتی معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے ۱۸۴۰ء میں رانی چندکور کی نگرانی میں ایک مشاورتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا (۳)۔ انتشار اور بدنظمی کی شروعات اس کونسل کے قیام کے بعد شروع ہوئیں اور ۱۸۴۳ء تک افراتفری اور قتل و غارت کا سلسلہ چلتا رہا۔ جب رنجیت سنگھ کا نو سالہ بیٹا دلیپ سنگھ پنجاب کا حکمران بنا۔ اس وقت مملکت کے تمام اختیارات اس کی والدہ رانی جنداں کے پاس تھے۔ اس دوران خالصہ فوج افراتفری کا شکار تھی۔ نظم و ضبط نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ خالصہ فوج کو راہ راست پر لانے کے لیے رانی جنداں نے ایک تدبیر سوچی جس کے نتیجے میں انگریز پنجاب پر قابض ہوئے۔ اُس نے خالصہ فوج کو یہ مشورہ دیا کہ اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے انگریزوں کے خلاف صف آرا ہو جائیں (۴)۔ اس مشاورت کے بعد خالصہ فوج نے بغیر سوچے سمجھے انگریزوں پر حملہ کر دیا اور ۱۸۰۹ء میں برطانوی سرکار اور رنجیت سنگھ کے مابین ہونے والے معاہدے کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں (۵)۔ خالصہ فوج اس سے پہلے بھی پرانے معاہدوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انگریزوں کے علاقوں پر حملہ کر چکی تھی۔ نتیجتاً سکھوں اور انگریزوں کے درمیان مدکی

۱۸؍دسمبر ۱۸۴۵ء بدووال ۲۱؍جنوری ۱۸۴۶ء، علی وال ۲۸؍جنوری ۱۸۴۶ء اور سبھراؤں ۱۰؍فروری ۱۸۴۶ء کے خونریز معرکے ہوئے جن میں انگریزوں کو فتح ہوئی۔ ان معرکوں میں سخت ناکامی کے بعد خالصہ حکومت کے حالات جب بہت زیادہ دگرگوں ہو گئے تو رانی جنداں نے جموں کے مہاراجہ گلاب سنگھ سے درخواست کی کہ وہ آ کر وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر فائز ہو اور انگریزوں اور سکھوں کے درمیان بطور ثالث اپنی کاوشیں ادا کرے۔

گلاب سنگھ نے رانی جنداں کی خواہش کے مطابق وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا اور کچھ ارکان حکومت کے ساتھ انگریز افواج کے کیمپ کا دورہ کیا۔ انگریزوں نے خالصہ فوج کی طرف سے معاہدوں کی خلاف ورزی کرنے اور جانی و مالی نقصان کے ازالہ کے لیے چند شرائط پیش کیں۔ جنھیں ایک باقاعدہ معاہدے کی شکل دی گئی۔ اس معاہدے کی ایک شق یہ تھی کہ لاہور دربار دو کروڑ روپے نقد اور دوآبہ کا علاقہ تاوان کے طور پر انگریز سرکار کو دے گا۔ گلاب سنگھ کی سیاسی بصیرت کی وجہ سے بحث و تمحیص کے بعد ڈیڑھ کروڑ نقد اور دوآبہ کا علاقہ دینے کا اقرار ہوا۔ جس میں سے پچاس لاکھ روپیہ فی الفور ادا کیا جانا تھا اور باقی ایک کروڑ روپے تین قسطوں میں دینے کا طے پایا تھا(۶) ان پیسوں کی ادائیگی کے بعد دوآبہ کا علاقہ لاہور دربار کو واپس کر دیا جانا تھا۔ گلاب سنگھ انگریزوں کے ساتھ مذاکرات میں کامیاب رہا اور انگریز فوج لاہور میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئی لیکن ان مذاکرات کی کامیابی سے لعل سنگھ خوش نہ تھا۔ اس لیے اُس نے کونسل سے درخواست کی کہ گلاب سنگھ کو وزارتِ عظمیٰ سے ہٹا کر یہ عہدہ اسے سونپا جائے۔ رانی جنداں نے گلاب سنگھ کو وزارت عظمیٰ کے عہدے سے معزول کر کے لعل سنگھ کو وزیر اعظم مقرر کر دیا۔ جس نے انگریزوں کے ساتھ مذاکرات کر کے ایک کروڑ روپے تاوان اور دوآبہ کے ساتھ بیاس و ستلج مع کانگڑہ، کوہستان، کشمیر و ہزارہ اور چمبہ کے علاقے انگریزوں کو دینے کا اقرار کیا جس کا مقصد صرف گلاب سنگھ کو اس کے اپنے علاقوں سے محروم کرنا تھا(۷)۔ بالآخر انگریز فوج لاہور دربار پر قابض ہوگئی۔

اس ضمن میں صلح و امن کو برقرار رکھنے کے لیے لاہور دربار اور برطانوی سرکار کے درمیان ۹/مارچ ۱۸۴۶ء کو ایک معاہدہ لاہور کے مقام پر ہوا۔ جس کی کل سولہ دفعات تھیں۔ جس میں برطانیہ کی طرف سے فریڈرک کیوری اور بریوٹ میجر ہنری منٹگمری لارنس اور لاہور دربار کی طرف سے بھائی رام سنگھ، راجہ لعل سنگھ، سردار تیج سنگھ، سردار چتر سنگھ اٹاری والا، سردار نجود سنگھ مجیٹھیہ، دیوان دینا ناتھ اور فقیر نور الدین شامل ہوئے (۸)۔ اسی معاہدے کی دفعہ نمبر ۰۳ کے تحت مہاراجہ دلیپ سنگھ نے اپنے تمام چالیس علاقے اور حقوق ایسٹ انڈیا کمپنی کو ہمیشہ کے لیے واگزار کیے۔ معاہدہ لاہور کے تحت ۹/مارچ ۱۸۴۶ء سے لے کر ۱۶/مارچ ۱۸۴۶ء تک کشمیر انگریزوں کی عملداری میں رہا۔ لیکن اسی معاہدے کی شق نمبر ۱۲ کو عملی جامہ پہناتے ہوئے کشمیر اور ملحقہ علاقوں کو بیعنامہ امرتسر کے تحت انگریزوں نے گلاب سنگھ کو فروخت کر دیا۔ معاہدہ لاہور کے سات دن بعد یعنی ۱۶/مارچ ۱۸۴۶ء کو سرینگر سے تین سو میل امرتسر کے مقام پر انگریز سرکار اور مہاراجہ گلاب سنگھ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جسے بیعنامہ امرتسر کا نام دیا گیا۔ اس معاہدے کی دس دفعات تھیں۔ اس معاہدے کی رو سے انگریز سرکار نے ۷۵ لاکھ نانک شاہی سکوں کے عوض کشمیر و ہزارہ کے علاقے گلاب سنگھ کو تفویض کیے۔

انگریز سرکار اور مہاراجہ گلاب سنگھ کے درمیان امرتسر کے مقام پر ۱۷/ربیع الاوّل ۱۲۶۲ ہجری کو ہونے والا معاہدہ فارسی زبان میں لکھا گیا تھا۔ کیونکہ اُن دنوں فارسی سرکاری زبان تھی اور تمام معاہدے فارسی زبان ہی میں لکھے جاتے تھے اور ساتھ ان کا انگریزی ترجمہ کیا جاتا تھا۔ میں ذیل میں بیعنامہ امرتسر کی دس دفعات پیش کرتا ہوں:

۱۔ برطانوی حکومت وہ تمام پہاڑی معہ نواحات جو دریائے سندھ کے مشرق اور دریائے راوی کے مغرب میں واقع ہیں، بشمول چمبہ ماسوائے لاہور کے، جو اس علاقے کا حصہ ہے۔ جو لاہور دربار نے معاہدہ ۰۹/مارچ ۱۸۴۶ء کی شق نمبر ۴ کے تحت حکومت برطانیہ کے سپرد کیے ہیں، مہاراجہ گلاب سنگھ اور ان کی اولاد نرینہ کے مستقل اور کلی اختیار میں

دیتی ہے۔

۲۔ جو علاقہ مہاراجہ گلاب سنگھ کو اس عہدنامے کی دفعہ اوّل کے تحت منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس کی مشرقی حدود کا تعین وہ کمشنر کریں گے جنھیں برطانوی حکومت اور مہاراجہ گلاب سنگھ مقرر کریں گے۔ ان حدود کی نشاندہی ایک علیٰحدہ اقرار نامے کے تحت کی جائے گی۔

۳۔ مذکورہ بالا دفعات کے تحت جو علاقہ مہاراجہ گلاب سنگھ اور اس کے وارثوں کو منتقل کیا جا رہا ہے۔ اس کے عوض مہاراجہ گلاب سنگھ برطانوی حکومت کو ۷۵ لاکھ نانک شاہی سکے ادا کریں گے۔ جس میں سے ۵۰ لاکھ تو اس معاہدے کے موقع پر دیے جائیں گے اور بقیہ ۲۵ لاکھ اسی سال یعنی ۱۸۴۶ء کی یکم اکتوبر کو یا اس سے پہلے ادا کیے جائیں گے۔

۴۔ مہاراجہ گلاب سنگھ برطانوی حکومت کی رضامندی کے بغیر اپنے ملک کی حدود میں تبدیلی نہیں کریں گے۔

۵۔ اگر مہاراجہ گلاب سنگھ اور حکومت لاہور یا کسی اور ہمسایہ سلطنت کے مابین جھگڑا یا مسئلہ پیدا ہو جائے تو مہاراجہ اس تنازعہ کو ثالثی کے لیے برطانوی حکومت کے سپرد کریں گے اور اس کے فیصلے کی پابندی کریں گے۔

۶۔ مہاراجہ گلاب سنگھ خود اور اپنے وارثوں کی طرف سے عہد کرتے ہیں کہ اگر برطانوی فوج ان کے ملک کے پڑوسی علاقوں میں مصروف کار ہوگی تو وہ اپنی ساری فوجی قوت کے ساتھ برطانوی فوج کے ساتھ شامل ہوں گے۔

۷۔ مہاراجہ گلاب سنگھ عہد کرتے ہیں کہ وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی اجازت کے بغیر کسی برطانوی، یورپی یا امریکی باشندے کو اپنے ماتحت ملازم نہیں رکھیں گے۔

۸۔ مہاراجہ گلاب سنگھ عہد کرتے ہیں کہ جہاں تک ان کے حق میں منتقل ہونے والے علاقوں کا تعلق ہے، وہ برطانوی حکومت اور لاہور دربار کے مابین طے پانے والے معاہدے ۱۱ر مارچ ۱۸۴۶ء کی دفعات ۵، ۶، ۷ کا احترام کریں گے۔

۹۔ برطانوی حکومت عہد کرتی ہے کہ وہ مہاراجہ گلاب سنگھ کے ملک کو بیرونی دشمنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے مہاراجہ کی مدد کریں گے۔

۱۰۔ مہاراجہ گلاب سنگھ برطانوی حکومت کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہیں اور احترام کے پیش نظر برطانوی حکومت کو ہر سال ایک گھوڑا، اچھی نسل کی ۱۲ پشمی بکریاں (۶ نر ۶ مادہ) اور تین جوڑے کشمیری شالوں کے پیش کریں گے۔

(دستخط) ایف کیوری (دستخط) ایچ ہارڈنگ

(دستخط) ایچ ایم لارنس (دستخط) گلاب سنگھ

عزت مآب گورنر جنرل ہند کے احکامات سے طے پایا۔

(دستخط) ایف کیوری (سیکرٹری برائے گورنر جنرل ہند) (۹)

بیعنامہ امرتسر کی شق نمبر ۳ کے تحت مہاراجہ گلاب سنگھ نے انگریز سرکار کو ۷۵ لاکھ روپے ادا کرنے تھے جن میں سے ۵۰ لاکھ معاہدے کے وقت اور بقیہ ۲۵ لاکھ ۱۸۴۶ء کے ماہ اکتوبر یا اس سے پہلے ادا کرنے تھے۔ اس نے ۵۰ لاکھ معاہدے کے وقت ادا کر دیے لیکن بقیہ رقم چھ ماہ کے بجائے چار سال کے عرصہ میں ادا کی۔ اس ضمن میں یوسف صراف لکھتے ہیں:

> The first installment of rupees fifty lacs, fell due on 30th March, 1846 and the remainder rupees twenty five lacs was to be paid before 1st October, 1846 but what actually happened is that the stipulated amount was paid in at least 42 installments! The last installment was paid on the 14th March 1850, exactly four years after the signing of the infamous treaty. (10).

انگریزوں نے کشمیر کی قیمت ۷۵ لاکھ نانک شاہی طے کی تھی۔ جس میں سے ۵۰ لاکھ گلاب سنگھ نے

معاہدے کے طے ہونے پر ادا کر دیے تھے لیکن ۲۵ لاکھ چھ ماہ کے دوران ادا کرنے تھے۔ اب ایک اہم حقیقت کا انکشاف کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ گلاب سنگھ نے ۲۵ لاکھ کے بجائے ۱۰ لاکھ روپے چار سال کے عرصہ میں ۴۲ اقساط میں ادا کیے جبکہ ۱۵ لاکھ روپے کا مطالبہ انگریز سرکار سے کیا جو کہ انھوں نے گلاب سنگھ کے چھوٹے بھائی سچیت سنگھ کے خزانے سے لیے تھے اور اس کا یہ موقف تھا کہ ۱۵ لاکھ روپے کو اسی ۷۵ لاکھ کی رقم میں ضم کیا جائے۔ ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ہارڈنگ نے اُس کا یہ موقف تسلیم کیا اور اس طرح سے گلاب سنگھ نے کل ساٹھ لاکھ نانک شاہی ادا کیے اور ۲۰/ مارچ ۱۸۵۰ء کو ۷۵ لاکھ نانک شاہی کی رسید ایسٹ انڈیا کمپنی سے حاصل کی۔ اس اہم حقیقت کے بارے میں پانیکر لکھتا ہے:

> Of the 75 Lakhs the British Govt. was already in possession of 15 Lakhs, being the treasure of Suchet Singh buried in Ferozepur which on the death of that chief the British Govt. had refused to handover to the Lahore Durbar on the ground of there being another claimant in the person of Gulab Singh. This Sum of 15 Lakhs was accepted in part of payment of the indemnity charged to Gulab Singh (11).

اس طرح سے گلاب سنگھ نے ایک قلیل رقم ایسٹ انڈیا کمپنی کو ادا کر کے کشمیر اور ملحقہ علاقوں کے مالکانہ حقوق حاصل کیے۔ اب ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ انگریزوں نے کشمیر کیوں بیچا۔ اُنھوں نے اس اہم ترین ریاست کو اپنے پاس کیوں نہ رکھا۔ اُس کی کچھ وجوہات تھیں۔ جن کی وجہ سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو کشمیر کا علاقہ فروخت کرنا پڑا۔ حالانکہ بعد میں اس پر وہ بہت زیادہ پچھتائے بھی تھے۔ سب سے پہلے اس خط کا تذکرہ کرنا نہایت ضروری ہے جو لارڈ ہنری ہارڈنگ گورنر جنرل آف انڈیا نے لارڈ ایلن سابق گورنر آف انڈیا کو ۱۴/ مارچ ۱۸۴۶ء یعنی بیعنامہ امرتسر

کے دو دن پہلے لکھا۔ اس خط میں گورنر جنرل ہارڈنگ نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کشمیر کو فروخت کرنے کی کیا وجوہات تھیں۔ اس کی سب سے پہلی وجہ یہ تھی کہ گورنر جنرل ہارڈنگ نے ان علاقوں پر قبضہ کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس طرح سے برطانوی سرحد زیادہ لمبی ہو جائے گی اور اس کی حفاظت کے لیے زیادہ فوج مامور کرنا پڑے گی جس سے متصادم مفادات پیدا ہوں گے (۱۲)۔ اس خطے کو بیچنے کی دوسری وجہ یہ تھی کہ انگریز سکھ جنگوں میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا اچھا خاصہ مالی نقصان ہو چکا تھا اور انھیں پیسوں کی اشد ضرورت تھی۔ جس کے لیے انھوں نے سکھوں سے مصارف جنگ کے تاوان کے طور پر ایک کروڑ روپے طلب کیے تھے چونکہ سکھوں کا خزانہ خالی تھا اس لیے انھوں نے معاہدہ لاہور کے تحت کشمیر اور ہزارہ کے علاقے انگریزوں کی عملداری میں دے دیے۔ جنھیں بعد میں انگریزوں نے اپنی مطلوبہ رقم پوری کرنے کے لیے گلاب سنگھ کو اونے پونے داموں بیچ دیا (۱۳)۔ اس خطے کو فروخت کرنے کی تیسری اہم وجہ یہ تھی کہ انگریز سکھوں کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خائف ہو چکا تھا اور سکھ کئی مرتبہ انگریز فوج پر شب خون مار چکے تھے۔ گورنر جنرل ہارڈنگ نے اپنے ایک قریبی ساتھی کو خط لکھ کر اس علاقے کو فروخت کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ سکھوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو کمزور کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو علاقے سکھ حکومت کا حصہ تھے انھیں فروخت کر دیا جائے (۱۴)۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ کشمیر فروخت کرنے کے بعد انگریزوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا کہ وہ اس وقت ایک انتہائی دور دراز ملک جس کی اہمیت کا اندازہ وہ اُس وقت نہیں لگا سکا۔ اُسے اپنے قبضے میں رکھتا جسے اُس نے محض اس لیے بیچ دیا کہ وہاں پر انھیں بہت زیادہ خدمات دینا پڑتیں کیونکہ افغانوں اور سکھوں نے کشمیر کو یکسر تباہ و برباد کر دیا تھا۔ لیکن انگریزوں کو چند پیسے مل گئے اور اس کے ساتھ گلاب سنگھ نے ان کی برتری کو بھی تسلیم کر لیا اور انھیں ہر مشکل میں مدد دینے کا وعدہ بھی کر لیا۔ مزید برآں انھیں کشمیر حکومت کی طرف سے سالانہ خراج بھی ملنے لگا۔ محض ان معمولی باتوں کی وجہ سے انگریز ایک انتہائی اہم خطے سے خود اپنے ہی ہاتھوں محروم ہو گیا (۱۵)۔ اس پہلو کی

وضاحت بھی بہت ضروری ہے کہ کیا گلاب سنگھ کے علاوہ بھی ان علاقوں کا کوئی خریدار تھا۔ صرف انگریزوں کا انتخاب گلاب سنگھ ہی کیوں تھا تو یقیناً رانی جنداں کو جب اس معاہدے کا علم ہوا جس کے تحت کشمیر اور ملحقہ علاقے گلاب سنگھ کو دیے جانے تھے تو وہ بہت زیادہ سٹپٹائی اور اُس نے اِس پروگرام کو روکنے کی بہت زیادہ کوشش کی۔ اس نے ہنری لارنس اور کرے بارنٹ کے پاس راجہ دینا ناتھ اور فقیر نورالدین کو بھیجا کہ اگر یہ علاقے گلاب سنگھ کو دیے گئے تو وہ لندن میں جا کر احتجاج کرے گی۔ لیکن انگریز صاحبان نے یہ جواب دیا کہ آپ لندن ضرور تشریف لائیں۔ یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ لیکن گلاب سنگھ کے ساتھ جو اقرار ہوا ہے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے(۱۶)۔ رانی جنداں کے اس احتجاج سے ان علاقوں میں اس کی دلچسپی کو خارج اَز امکان قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ گلاب سنگھ اور انگریزوں کی دوستی کا معاملہ تھا اور پھر گلاب سنگھ نے ماضی میں انگریزوں پر اچھے خاصے احسانات کیے ہوئے تھے۔ اس لیے انگریزوں نے اپنی دوستی نبھاتے ہوئے اور رانی جنداں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یہ معاہدہ کیا اور کشمیر، ہزارہ، پکھلی اور کہوٹہ کے علاقے گلاب سنگھ کو عطا کیے۔

بیعنامہ امرتسر کے طے پانے کے بعد گلاب سنگھ کو کشمیر اور ملحقہ علاقوں کے مہاراجہ ہونے کا خطاب تو مل گیا لیکن باقاعدہ طور پر ریاست کا نظم و نسق اپنے ہاتھوں میں لینے کے لیے اسے کافی جدوجہد کرنا پڑی۔ یعنی مارچ ۱۸۴۶ء میں بیعنامہ امرتسر طے پایا اور نومبر ۱۸۴۶ء میں اسے انگریزوں کی مدد سے ان علاقوں کا قبضہ ملا۔ ارجن ناتھ سپرو لکھتے ہیں:

> It was September and Kashmir was yet unoccupied(17)

گلاب سنگھ کو معاہدہ امرتسر کے تحت کشمیر، ہزارہ، پکھلی اور کہوٹہ کے علاقے تفویض کیے گئے تھے اور جب نومبر ۱۸۴۶ء میں ان علاقوں پر اس نے باقاعدہ طور پر قبضہ کر لیا تو ہزارہ، پکھلی اور کہوٹہ کے مقامی نوابوں نے شورش برپا کر دی تھی۔ اس شورش کو فرو کرنے کے لیے کئی کاوشیں بھی

کی گئیں لیکن بارآور ثابت نہ ہوسکیں۔ تو اس ضمن میں مہاراجہ گلاب سنگھ کو یہ تجویز دی گئی کہ ہزارہ، پکھلی اور کہوٹہ کے علاقوں کا تبادلہ پنجاب کے علاقوں مناور اور کھڑی سے کر دیا جائے۔ اسے یہ تجویز پسند آئی اور اس طرح ۵رمئی ۱۸۴۷ء کو گلاب سنگھ اور مہاراجہ دلیپ سنگھ کے درمیان علاقوں کے تبادلے کا معاہدہ عمل میں لایا گیا۔ اس معاہدے کے تحت کہوٹہ، ہزارہ اور پکھلی کے علاقے پنجاب حکومت کو دے کر ان کے متبادل کھڑی اور مناور کے علاقے گلاب سنگھ کی عملداری میں دیے گئے (۱۸)۔ اس طرح سے گلاب سنگھ ایک بہت بڑی ذہنی الجھن سے آزاد ہوا۔ گلاب سنگھ ہی کشمیر کا پہلا ڈوگرہ حکمران تھا۔ جس نے کشمیر میں ڈوگرہ خاندان کی بنیاد ڈالی اور اس خاندان نے کشمیر پر پورے ایک سو سال حکومت کی۔

جہاں تک اس معاہدے کی اہمیت و افادیت کا تعلق ہے تو یہ ہندوستان کی ریاستوں میں ہونے والے معاہدات میں سے ایک منفرد معاہدہ تھا۔ اس معاہدے نے ریاست جموں و کشمیر کو ایک جداگانہ سیاسی حیثیت کا حامل بنایا اور گلاب سنگھ کو ایک آزاد فرمانروا بنا دیا (۱۹)۔ انگریزوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ جب بھی کسی فرمانروا سے معاہدہ کرتے تو وہ اپنا انگریز نمائندہ ضرور اس سلطنت میں نامزد کرتے تھے۔ جیسا کہ انھوں نے معاہدہ لاہور کے بعد سکھ حکومت کے ساتھ کیا۔ لیکن یہ واحد ایسا معاہدہ تھا جس کے تحت انگریز اپنا نمائندہ ریاست میں نامزد نہیں کر سکتے تھے۔ اس ضمن میں پانیکر رقمطراز ہیں:

> No control was exercised by the British Govt. in the administration and no resident was appointed.(20).

مغلوں نے کشمیر پر ۱۵۸۶ء میں قبضہ کر کے اسے ایک صوبے کا درجہ دے دیا تھا۔ افغان اور سکھ دور حکومت میں بھی کشمیر کی حیثیت ایک صوبے ہی کی رہی۔ لیکن اسی معاہدے کا یہ شاخسانہ تھا کہ کشمیر دنیا کے نقشے پر ایک ریاست کی حیثیت سے نمودار ہوا۔ اس معاہدے کے نتیجے میں جس

ریاست جموں وکشمیر کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ رقبہ کے اعتبار سے بڑی ریاست تھی۔ جسے آئینی اعتبار سے تمام ریاستوں پر فوقیت حاصل تھی۔ یہی نہیں بلکہ یہ واحد ریاست تھی جس میں ایک آئین ساز اسمبلی موجود تھی۔ جس کے ۱۹۴۷ء سے قبل تین مرتبہ الیکشن ہو چکے تھے۔ اس اعتبار سے اس معاہدے کی اہمیت وافادیت اپنی جگہ مسلمہ ہے اور اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ اس معاہدے کو ہندوستان کے تمام معاہدوں میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

اگر اس معاہدے کے دوسرے پہلو کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ معاہدہ اپنے آپ کو ایک مہذب اور ترقی یافتہ کہنے والی قوم نے پایہ تکمیل تک پہنچایا اور ایک پوری قوم کو معہ اس کی جائیداد کے بغیر ان کی مرضی کے ایک شخص کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور پھر ان کشمیریوں کا سودا سرینگر سے تین سو میل دور امرتسر کے مقام پر طے کیا۔ اس ننگ انسانیت معاہدے کے متعلق کشمیری عوام اور اُن کے راہنماؤں کو یکسر نظر انداز کیا گیا اور پوری قوم کو بھیڑ بکریوں کی طرح فروخت کر دیا گیا۔ مزید برآں معاہدہ امرتسر کی دس دفعات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ ان دفعات میں کسی بھی جگہ کشمیریوں کے حقوق، مفادات اور مستقبل کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ یہ معاہدہ خالصتاً ایسٹ انڈیا کمپنی کے اپنے مفادات کے لیے تھا اور اس سے ان کی اپنی دلچسپیاں وابستہ تھیں۔ علامہ اقبالؒ جو خود بھی کشمیری النسل تھے۔ انھوں نے بھی اس معاہدے کو ایک جمہوری پسند قوم ''انگریز'' کا غلط کارنامہ قرار دیا ہے۔ جس کا اظہار وہ لیگ آف نیشنز میں کچھ اس انداز سے کرتے ہیں:

بادِ صبا اگر بہ جنیوا گزر کنی
حرف زما بہ مجلس اقوام باز گوے

دہقان و کشت و جوئے خیابان فروختند
قوے فروختند وچہ ارزان فروختند (۲۱)

المختصر اس معاہدے کے دونوں پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اس معاہدے کی بدولت جہاں کشمیر میں شخصی راج کا آغاز ہوا تو دوسری طرف کشمیر تاحیات ایسٹ انڈیا کمپنی کا حصہ بننے سے بچ گیا۔ دوسری بات یہ کہ جس طرح مغلوں، افغانوں اور سکھوں نے کشمیر کی ریاستی حیثیت کو مسخ کر کے اسے صوبہ کا درجہ دیا تھا تو اس معاہدے کی بدولت مہاراجہ گلاب سنگھ نے اسے ایک آزاد ریاست کا درجہ دیا۔ گویا یہ معاہدہ کشمیر کی سالمیت اور بقا کے لیے بہتر تھا لیکن ڈوگرہ خاندان کے شخصی راج نے ریاست پر منفی اثرات مرتب کیے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) پانیکر، کے۔ایم، گلاب سنگھ، لندن، ۱۹۳۰ء، صفحہ ۱۲

(۲) ڈریو، فریڈرک، دی ناردرن بیریئر آف انڈیا، لندن، ۱۸۷۷ء۔ صفحہ ۴۲

(۳) پاتک، جوتی شر، ڈوگروں کا ثقافتی ورثہ، دہلی، ۱۹۸۰ء۔ صفحہ ۲۰

(۴) حشمت اللہ خان، مولوی، مختصر تاریخ جموں و کشمیر، دہلی، ۱۹۳۹ء۔ صفحہ ۵۲

(۵) حمید یزدانی، خواجہ، ڈاکٹر، کشمیر کی فروخت، لاہور، ۱۹۹۰ء، صفحہ ۳۰

(۶) حشمت اللہ خان، مولوی، مختصر تاریخ جموں و کشمیر، دہلی، ۱۹۳۹ء، صفحہ ۵۶

(۷) انسائیکلوپیڈیا آف کشمیر، جلد نمبر ۰۳، دہلی، ۱۹۹۵ء، صفحہ ۲۳۰

(۸) حمید یزدانی، خواجہ، ڈاکٹر، کشمیر کی فروخت، لاہور، ۱۹۹۰ء، صفحہ ۳۰

(۹) صراف، محمد یوسف، کشمیریوں کی جدوجہد آزادی، حصہ اول، لاہور، ۱۹۷۷ء، صفحہ ۱۹۰

(10) Saraf, Muhammad Yousaf, *Kashmiries Fight for Freedom*, Vol-I, Lahore, 1977, P.202.

(11) Pannikar, K.M., *Gulab Singh, Founder of Kashmir*, London, 1930, P.117.

(۱۲) مینن، وی پی، ترجمہ (رئیس احمد جعفری)، کشمیر اور جونا گڑھ کی کہانی، راولپنڈی، ۱۹۶۰ء، صفحہ ۲۰۷

(۱۳) میر، جی۔ایم، کشور کشمیر کی پانچ ہزار سالہ تاریخ، میرپور، ۲۰۰۴ء، صفحہ ۲۰۵

(۱۴) پانیکر، کے۔ایم، گلاب سنگھ، لندن، ۱۹۳۰ء، صفحہ ۱۰۷

(۱۵) نائٹ، ای۔ایف، مترجم (ظفر حیات پال)، جہاں تین سلطنتیں ملتی ہیں، گلگت، ۲۰۰۸ء، صفحہ ۴۸

(۱۶) حشمت اللہ خان، مولوی، مختصر تاریخ جموں وکشمیر، دہلی، ۱۹۳۹ء۔ صفحہ ۸۲

(17) Sapru, Arjan Nath, *The Building of Jammu and Kashmir*, Lahore, 1931, P.60.

(۱۸) حشمت اللہ خان، مولوی، مختصر تاریخ جموں وکشمیر، دہلی، ۱۹۳۹ء۔ صفحہ ۵۹

(۱۹) مینن، وی پی، ترجمہ (رئیس احمد جعفری)، کشمیر اور جونا گڑھ کی کہانی، راولپنڈی، ۱۹۶۰ء، صفحہ ۲۰۹

(20) Pannikar, K.M., *Gulab Singh, Founder of Kashmir*, London, 1930, P.126.

(۲۱) علامہ اقبال، ڈاکٹر، جاوید نامہ، لاہور، ۱۹۸۲ء، صفحہ ۱۸۹